Mohammed Javed transcript

محمد جاوید

تصویر- 'میرا بچپن ایک بچے کی بُری یادوں کا بچپن نہیں ہونا چاہئے تھا۔'

ہمارے گاؤں میں ہندو، مسلمان، سِکھ سب مِل جُل کر رہتے تھے۔ شادی اور مَرگ کے وقت سب اِکٹھے ہوجاتے تھے۔ دُکھ سُکھ میں سب ایک ساتھ ہوتے تھے۔ پھر اچانک تقسیم سے ایک دوسال قبل ایک پاگل پن شروع ہوگیا، مجھے یاد ہے کہ لوگ اس قسم کی بحثیں کرنے لگے کہ مُسلم لیگ یا کانگریس کو ووٹ دیں۔ پروپیگنڈا بہت تھا اور مذہبی منافرت پھیلائی جارہی تھی۔ ہندوستان آخر تقسیم ہوگیا، کسی کو صحیح اندازہ نہیں کہ نفرت کے اس گھناؤنے کھیل میں کتنے انسان مارے گئے، یہ تعداد یقینی طور پر لاکھوں میں ہے۔ لوگ اپنی جائیدادیں اور گھر چھوڑنے پر مجبور ہوگئے انھیں اپنی جانوں کا خطرہ تھا۔ اسی خوف کے پیش نظر انھیں کیمپوں میں منتقل کردیا گیا۔ ہم بھی ایک کیمپ میں دو ماہ تک اس اُمید میں پڑے رہے کہ کب پاکستان جائیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ ہمیں اپنے اور اپنے جانوروں کے لئے خوراک تک کا کوئی فکر نہیں تھا، کیونکہ یہ سب اِنتظام ہندو، سِکھ جو میرے والد کے دوست تھے وہ کر رہے تھے۔

یہ اِنتہائی تکلیف دہ وقت تھا۔ میں نے لوگوں کو گھاس کھاتے دیکھا ہے۔ بچے کھانے سے انکار کر دیتے تھے اور مصیبت میں مُبتلا تھے۔ انسان کو زندہ رہنے کے لئے کُچھ نہ کُچھ تو کھانا ہی پڑتا ہے۔ یہ اِنتہائی مُشکل وقت تھا۔

پھر پاکستان کی جانب نقل مکانی کا وقت آگیا بارہ سے پندرہ گھنٹے روزانہ کے حساب سے ہم سفر کرتے اور رات کو کیمپ لگاتے۔ لوگ بہت کمزور ہوچُکے تھے، کیونکہ کھانے کے لئے کم مقدار میں خوراک مِلتی تھی۔ مجھے ایک عورت یاد آتی ہے جس کے دو شیر خوار بچے تھے۔ پینتالیس میل پیدل سفر کے بعد جب تیسری بار اسے چلنے پر مجبور ہونا پڑا تو اُس کی ہمت جواب دے گئی، اُس کے پاؤں میں مناسب جُوتے بھی نہیں تھے، جس کی وجہ سے اُس کے پاؤں سُوج گئے۔ تیسرے روز اُس نے اپنا ایک بچہ سڑک کے کنارے چھوڑ دیا۔ آہستہ چلنے میں جان کا خطرہ ہوتا تھا۔

ہم ایک گاؤں میں بس گئے جہاں حکومت نے ہمیں ہندوؤں اور سکھوں کی چھوڑی ہوئی جائیداد الاٹ کر دی تھی۔ یہ سب کُچھ 1947 میں ہُوا۔ میرے والد 1958 میں فوت ہُوئے انھیں آخر دَم تک یقین تھا کہ وہ ایک دِن اپنے گھر لوٹ کر جائیں گے۔ انھیں یقین ہی نہیں آتا تھا کہ اُن سے اُن کی جائیداد گھر، زمین سب کُچھ چھین لیا گیا ہے۔

میری پرورش ہندو اور سِکھ سے نفرت پر مُشتمل ہے۔ مجھے حقیقت کا اندازہ سِول سروس میں جانے کے بعد ہُوا، مجھے انڈیا جانے کا موقع مِلا جب میں نے اپنے مُلک کی نمائندگی کی۔ یہ میرے لئے مکمل طور پر ایک نئی دُنیا تھی۔ مجھے پاکستان میں جو کُچھ پڑھایا گیا، یہاں سب کُچھ اُس کے اُلٹا تھا۔ لوگوں نے میرا زبردست اِستقبال کیا۔ ہندو اور سکھ مجھے اپنے گھروں میں مدعو کرتے تھے تاکہ میں اُن کے ساتھ کھانا کھاؤں اور اُن کے خاندانوں کے ساتھ وقت گزاروں۔

یہی حال یہاں بھی ہے، یہاں بھی ہندو، سکھ اور مسلمان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ خاص طور پر پنجابی لوگوں میں بالکل نہیں ہے۔ مجھے ان تلخ تجربات نے سب کی عزت کرنا سکھایا ہے، میں انسانوں کے لئے آخری دم تک زندہ رہنا چاہتا ہُوں۔